© rasailojaraid.com

دل کی بات

مولانا محمد اعظم طارق کی شہادت اور دینی جماعتوں کے خلاف حالیہ اقدامات

۶ ر اکتوبر ۲۰۰۳ء کی شام قومی اسمبلی کے رکن اور ممتاز عالم دین مولانا محمد اعظم طارق، ان کے تین محافظوں اور ڈرائیور سمیت پانچ افراد کو اسلام آباد میں داخل ہوتے ہوئے گولڑہ موڑ پر دہشت گردی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد اعظم طارق شہید تحفظِ ناموسِ ازواج واصحابِ رسول علیہم الرضوان کے عظیم نقیب وعلم بردار تھے۔ وہ قول کے نہیں عمل کے آدمی تھے۔ وہ شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہو کر اپنے پیش رو شہداء مولانا حق نواز جھنگوی، مولانا ایثار القاسمی اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی "رحمہم اللہ" سے جا ملے۔ انہوں نے بہت مختصر عمر میں بڑا نام کمایا اور بڑا کام کیا۔ انہوں نے دین کی اجتماعی زندگی میں اپنے لئے جس راستے کو منتخب کیا وہ اُس کے انجام سے بھی بخوبی واقف تھے۔ شہادت اُن کی آرزو تھی مگر مصائب وآلام، تشدد، اذیت، قید وبند اور پے در پے صدمات کی دشوار گھاٹیوں کو انہوں نے جس پامردی، جرأت، حمیت، شجاعت، اخلاص اور جذبۂ للّٰہیت سے سرشار ہو کر عبور کیا وہ اُن کے ایمان کی سچائی پر شاہد عدل ہے۔

مولانا کو شہید ہوئے آج دو ماہ گزر گئے ہیں مگر ابھی تک اُن کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔ اور یہاں قاتل پکڑے ہی کب جاتے ہیں۔ بزدل دشمنوں نے ایک بات طے کر لی ہے کہ مدِ مقابل کو دلیل اور علم کے ذریعے خاموش کرنے کی بجائے راستے سے ہی ہٹا دیا جائے۔

وطنِ عزیز میں اس ظالمانہ فعل اور رسمِ بد کا آغاز بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کو کسمپرسی کے عالم میں سسک سسک کر مارنے سے ہوا، پھر لیاقت علی خان قتل ہوئے اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو زہر دے کر مارا گیا۔ اسی طرح خواجہ محمد رفیق، عبد الصمد اچکزئی، مولوی شمس الدین، ڈاکٹر نذیر احمد، محمد صلاح الدین، حکیم محمد سعید، مولانا عبداللہ اور دیگر کئی معزز ہستیوں کو باری باری قتل کر کے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اب نیا انکشاف یہ ہوا ہے کہ بانیٔ پاکستان کی ہمشیر مس فاطمہ جناح کو بھی قتل کیا گیا۔ آج تک کسی کے قاتل گرفتار ہوئے اور نہ کسی کو سزا ملی۔ اب تو یہ روزمرّہ کا معمول ہو گیا ہے۔

انقلابِ ایران کے بعد پاکستان میں مذہبی طبقاتی کشمکش اور تصادم کی جو صورت پیدا ہوئی تھی اس میں بہت شدت آئی اور بڑی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ فیصلہ تو مستقبل کا مؤرخ ہی کرے گا کہ اس کا ذمہ دار کون ہے مگر مولانا محمد اعظم طارق نے اپنی خداداد صلاحیت سے اِس تصادم کو ختم کیا۔ ملک میں امن وامان قائم ہوا۔ وہ اپنی جماعت کو قومی سیاسی دھارے میں لائے۔ اپنے کارکنوں کو حوصلے، ہمت اور صبر کی تلقین کر کے ان صفات کا خوگر بنا دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِن حالات میں مولانا کا قتل یقیناً ملک کے خلاف ایک گہری سازش اور قوم کا عظیم نقصان ہے۔ مولانا حکومت کے حلیف تھے۔ اِس اعتبار سے ایک رکن اسمبلی کا حکومت کی ناک کے نیچے اسلام آباد میں یوں قتل ہونا کئی شکوک وشبہات کو جنم دیتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس سانحہ کے مجرموں کو گرفتار کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچائے۔

اِس سانحہ کے دو ماہ بعد جو سب سے اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ وہ بعض مذہبی تنظیموں پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ ہے۔ کالعدم سپاہِ صحابہ کی متبادل ملتِ اسلامیہ پاکستان، کالعدم جیش محمد کی متبادل خدام الاسلام اور کالعدم تحریک جعفریہ کی متبادل اسلامی تحریک پر حکومت نے پابندی عائد کر کے ان کے دفاتر سربمہر کر دیئے ہیں اور ریکارڈ قبضے میں لے لیا ہے۔ ان تنظیموں کے بعض رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاریوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ جبکہ ایک اور کالعدم تنظیم لشکر طیبہ کی متبادل جماعت الدعوۃ پر نگرانی سخت کر دی ہے۔ اُدھر اے آر ڈی کے صدر اور مسلم لیگ (ن) کے قائم مقام صدر جاوید ہاشمی کو بغاوت کے ایک مقدمے میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اے آر ڈی اور متحدہ مجلس عمل کے رہنما عید کے بعد حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ جس کے عملی طور پر وقوع پذیر ہونے کے آثار نظر نہیں آ رہے۔

ہم دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت ایک ایک کر کے پوری قوت کے ساتھ اپنے اہداف حاصل کر رہی ہے اور اُسے کسی بھی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہیں ہے۔ اس کی بڑی وجہ ہماری قومی و دینی قیادت میں انتشار و افتراق ہے۔ قومی اسمبلی میں وزیر اعظم کے انتخاب کے موقع پر اے آر ڈی اور متحدہ مجلس عمل آپس میں مزاحم ہوئیں اور متفقہ امیدوار کی بجائے اپنے اپنے امیدوار سامنے لے آئیں۔ جاوید ہاشمی گرفتار ہوئے تو ہر طرف سناٹا ہے، مولانا اعظم طارق شہید ہوئے تو فضا پر سکوت طاری ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اگر یہی صورتِ حال برقرار رہی تو آئندہ دنوں میں حکومت کی طرف سے مزید اقدامات ہوں گے۔ جن کا عندیہ خود حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں نے دیا ہے۔ اب دینی رسائل وجرائد اور دینی مدارس کے گرد گھیرا تنگ کیا جائے گا۔ اور باقی ماندہ دینی جماعتوں کے لیے بھی مشکلات پیدا کی جائیں گی۔ اگر قومی رہنماؤں کی سوچ یہی رہی کہ وہ دوسرے کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خود کو محفوظ تصور کرتے رہے تو ایک دن اُن کی باری بھی آ جائے گی اور اُن کا دکھ بانٹنے والا کوئی نہ ہوگا۔ وہ تنہا اپنے آنسو پونچھیں گے۔ یہ امر محلِ نظر ہے کہ بعض مذہبی تنظیموں پر پابندی کا فیصلہ کرنے والے کابینہ کے اجلاس میں متحدہ مجلس عمل کے رہنما اور صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ جناب اکرم درّانی بھی شامل ہیں اور انہوں نے اس فیصلے پر اختلاف نہیں کیا۔ سیاسی و دینی حلقوں میں اس صورت حال پر شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ جبکہ مجلس عمل کے ایک رہنما ساجد نقوی بھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ ہم اربابِ حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ ظلم و جور اور پابندیوں کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے سنجیدگی کے ساتھ مسائل کے حل کی طرف توجہ کریں اور باری باری حکومتی مظالم کا شکار ہونے والی جماعتوں اور اُن کے رہنماؤں سے عرض کریں گے کہ وہ اپنی باری کے انتظار میں دوسروں کا تماشا دیکھنے کی بجائے ہوش اور عقل سے کام لیں اور مستقبل میں مزید حکومتی مظالم سے بچنے کے لیے کوئی مشترکہ راہ نکالیں اور متحد ہو کر ظلم و جور، ناانصافی اور دہشت گردی کا راستہ روکیں۔

© rasailojaraid.com